AAN TALES WORKS

ERASED NORTH

CHAPTER ONE

A Direction Without a Name



ATIQ UR REHMAN

باب اوّل

ایک بے نام سمت

دنیا کہانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ کچھ کہانیاں وقت کے ساتھ صرف قصّے بن کر رہ جاتی ہیں۔ ماں باپ انہیں اپنے بچوں کو سناتے ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے جب کسی کو یاد نہیں رہتا کہ کون سی بات حقیقت تھی اور کون سی محض کہانی۔

کچھ کہانیاں وقت کے ساتھ گم ہو جاتی ہیں۔ لیکن کچھ صرف بھلائی نہیں جاتیں، بلکہ انہیں جان بوجھ کر چھپا دیا جاتا ہے۔ جانے پہچانے راستوں کے نیچے، عام دروازوں کے پیچھے اور ان عمارتوں کے اندر جن کے پاس سے لوگ روز گزرتے ہیں۔ کسی کے ذہن میں یہ سوال بھی نہیں آتا کہ وہاں کیا چھپا ہو سکتا ہے۔

کبھی کسی چھپی ہوئی کہانی کو سامنے لانے کے لیے بس ایک ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ سوال پوچھ لے جسے باقی لوگ پوچھنا چھوڑ چکے ہوں۔

یہ کہانی ایک چھوٹے، پُرسکون شہر سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے آس پاس ہری بھری پہاڑیاں تھیں اور دور اونچے پہاڑ دکھائی دیتے تھے۔



یہاں ہر صبح ایک ہی طرح شروع ہوتی تھی۔ سڑکوں پر لوگوں کی آمد سے پہلے ہی بیکری والے اپنے تندور جلا دیتے۔ دکاندار دکانیں کھولتے اور دروازوں کے سامنے جمی دھول صاف کرتے۔ آس پاس کے کسان پھلوں اور سبزیوں کی ٹوکریاں اتارتے۔ بازار میں دکاندار اپنا سامان سجاتے۔

ہوا میں تازہ روٹی، گرم پیسٹریوں، پھلوں اور پھولوں کی خوشبو پھیلنے لگتی۔ چمنیوں سے اٹھتے لکڑی کے دھوئیں کی مہک بھی اس میں گھل جاتی۔

دھیرے دھیرے شہر میں آوازیں گونجنے لگتیں۔ پڑوسی ایک دوسرے کو نام لے کر سلام کرتے۔ بچے گلیوں سے گزرتے۔ پرانے دوست رک کر وہی باتیں دہراتے جو پہلے بھی کئی بار کر چکے تھے۔ صبح کی پہلی روشنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر پڑتی، پھر آہستہ آہستہ نیچے اتر کر شہر کی کھڑکیوں کو سنہری روشنی سے بھر دیتی۔

کسی کو جلدی نہیں تھی۔ کہیں کوئی خطرہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

کسی کو خبر بھی نہیں تھی کہ اس پُرسکون شہر کے کچھ پرانے راز جان بوجھ کر چھپا دیے گئے تھے۔ زیادہ تر لوگوں کے لیے یہ بس ایک اور خوب صورت صبح تھی۔

اسی بازار میں سولہ سال کا ایک لڑکا بھی تھا۔ اس کا نام ریان تھا۔ وہ انہی گلیوں میں، انہی لوگوں کے درمیان بڑا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ صبح کس بیکری سے سب سے اچھی خوشبو آتی ہے، کس دکان پر سب سے پہلے بھیڑ لگتی ہے اور کون سا پڑوسی سلام کے بعد دس منٹ تک باتیں کرتا رہے گا۔

لیکن ریان کے بارے میں ایک اور بات بھی سب جانتے تھے۔ اسے دوسروں کی مدد کرنا پسند تھا۔ کبھی کبھی تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی۔

کوئی بھاری ڈبّا اٹھانے میں مشکل محسوس کرتا تو ریان فوراً مدد کو آ جاتا۔ کسی دکاندار کو ہاتھ بٹانے والا چاہیے ہوتا تو وہ تیار ملتا۔ مسٹر ہالڈن کو جنرل اسٹور میں مدد درکار ہوتی تو وہ بھی وہاں پہنچ جاتا۔ اس صبح مسٹر ہالڈن کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے تھے اور ریان لکڑی کی ایک بھاری پیٹی سنبھال رہا تھا۔



”آہستہ،“ مسٹر ہالڈن نے کہا۔

”میں سنبھال رہا ہوں۔“

پیٹی ایک طرف جھک گئی۔ مسٹر ہالڈن نے صرف بھنویں اٹھائیں۔ ریان نے فوراً پیٹی سیدھی کی۔ ”بس... تھوڑا سا توازن بگڑ گیا تھا۔“

مسٹر ہالڈن کی سفید مونچھوں کے نیچے ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ ”ریان، دوسروں کی مدد کرنا اچھی بات ہے۔“

ریان نے پیٹی کاؤنٹر پر رکھی۔ ”مجھے لگتا ہے، اب آپ ’لیکن‘ کہیں گے۔“

”اکثر کہنا پڑتا ہے۔“ مسٹر ہالڈن نے پیٹی پر ہاتھ رکھا۔ ”پیٹی اٹھانے کے لیے طاقت چاہیے، لیکن اسے صحیح جگہ رکھنے کے لیے سوچ سمجھ بھی ضروری ہے۔“

”تو... کم اٹھاؤں اور زیادہ سوچوں؟“

”بہتر ہے، دونوں کام سوچ سمجھ کر کرو۔“

مسٹر ہالڈن نے دوسری پیٹی کی طرف اشارہ کیا۔ برینا کو صبح کے کام کے لیے سیب چاہیے تھے۔ ریان نے پیٹی اٹھائی اور بازار کی طرف چل دیا۔

اب سڑکوں پر خوب چہل پہل تھی۔ لوگ دکانوں کے درمیان آ جا رہے تھے۔ دکاندار آوازیں لگا رہے تھے اور گاڑیوں کے پہیے پتھر کی سڑک پر چل رہے تھے۔

برینا کی بیکری نظر آنے سے پہلے ہی اس کی خوشبو ریان تک پہنچ گئی۔ وہاں سے تازہ روٹی، میٹھی پیسٹریوں اور دارچینی کی خوشبو آ رہی تھی۔

برینا نے ریان کو دیکھ کر سلام کیا۔ جواب دیتے ہوئے ریان نے پیٹی کو جلدی سے سنبھالنے کی کوشش کی۔ کچھ زیادہ ہی جلدی۔ ایک سیب گرا، پھر دوسرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کئی سیب پتھر کی سڑک پر اچھلتے اور لڑھکتے ہوئے بکھر گئے۔

”اوہ، نہیں!“

ریان فوراً انہیں جمع کرنے کے لیے جھک گیا۔ ایک سیب دور لڑھکتا جا رہا تھا، مگر کسی نے ہاتھ بڑھا کر اسے روک لیا۔

”پھر سیب گرا دیے؟“

ریان اس آواز کو پہچانتا تھا۔ اس نے اوپر دیکھا۔ سامنے سامی کھڑا تھا۔ سامی پندرہ سال کا تھا اور ریان کا بچپن کا دوست تھا۔ وہ ہاتھ میں سیب لیے مسکرا رہا تھا۔



”ہنسنے کے بجائے میری مدد کر سکتے ہو۔“

”مدد ہی تو کر رہا ہوں۔ میں نے اس بے چارے سیب کو ایک خطرناک سفر سے بچا لیا۔“

”یہ صرف تین فٹ لڑھکا ہے۔“

”بالکل۔ کون جانے، آگے کہاں پہنچ جاتا؟“

ریان اپنی ہنسی نہ روک سکا۔ سامی بھی اس کے ساتھ جھک گیا اور دونوں باقی سیب جمع کرنے لگے۔

کچھ ہی دیر میں مسٹر ہالڈن بھی آ گئے۔ انہوں نے پہلے پیٹی دیکھی، پھر سڑک پر بکھرے سیب اور آخر میں ریان کو دیکھا۔ ریان نے ایک لمبی سانس چھوڑی۔

”مجھے معلوم ہے۔ میں نے جلدبازی کی۔“

مسٹر ہالڈن نرمی سے بولے، ”تم دوسروں کی مدد کرنا چاہتے ہو، ریان۔ یہ اچھی بات ہے۔ لیکن مدد کرنے کی خواہش اور صحیح طریقے سے مدد کرنا دو الگ باتیں ہیں۔ کبھی کبھی بہتر یہی ہوتا ہے کہ پہلے ذرا رکو اور سوچو۔“

ریان نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سیب پہنچا کر وہ اور سامی شہر کی جانی پہچانی گلیوں میں چلنے لگے۔ دونوں اسی شہر میں ساتھ بڑے ہوئے تھے۔ بچپن کی بہت سی یادیں، آپس کے مذاق اور خواب ان کی دوستی کا حصہ تھے۔ انہیں ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

”یہاں آ کر اب بھی وہی اپنائیت محسوس ہوتی ہے،“ ریان نے کہا۔

سامی نے آس پاس دیکھا۔ ”کچھ چیزیں کبھی نہیں بدلتیں، ہے نا؟“

انہیں خبر نہیں تھی کہ بہت جلد سب کچھ بدلنے والا ہے۔ اگلی گلی میں پہنچ کر سامی نے پوچھا، ”کیا ابھی بھی وہ پرانا اسٹور روم صاف کرنا ہے؟“

ریان کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ ”ہاں، وہ کام ابھی باقی ہے۔ گھر کا پرانا اسٹور روم۔ مسٹر ہالڈن نے کہا ہے کہ آج اس کی صفائی پوری کرنی ہے۔“

سامی مسکرایا۔ ”تو بیس سال کی دھول صاف کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ!“

”حوصلہ بڑھانے کا شکریہ۔“

”دوست اسی لیے ہوتے ہیں۔“

دونوں الگ ہوئے اور ریان گھر کی طرف چل دیا۔ پرانا اسٹور روم گھر کے ایک خاموش حصے میں تھا۔ ریان نے دروازہ کھولا۔ دھوپ کی ایک پتلی سی کرن اندر آ رہی تھی، جس میں دھول کے ذرّے تیرتے دکھائی دے رہے تھے۔

وہاں پرانے نقشے، خط، سفر کا سامان، ڈبّے اور بہت سی بھولی بسری چیزیں رکھی تھیں۔ زیادہ تر سامان اس کے ابو کا تھا۔ ہر چیز کو دیکھ کر اس کے دل میں ایک سوال اٹھتا۔ ابو یہ بیگ کہاں کہاں لے گئے ہوں گے؟ یہ خط کس نے لکھے تھے؟ انہوں نے یہ نقشہ کیوں سنبھال کر رکھا تھا؟

پھر اس کی نظر کپڑے کی ایک چھوٹی، پرانی تھیلی پر پڑی۔ ”یہ کیا ہے؟“

اس نے تھیلی کھولی۔ اندر ایک کمپاس تھا۔ کم از کم پہلی نظر میں وہ کمپاس ہی لگتا تھا۔ اس کا دھاتی خول پرانا تھا، مگر اس پر نہایت باریک نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ ریان نے اس کا ڈھکن کھولا۔



سوئی ہلی اور ایک طرف آ کر رک گئی۔ ریان نے اپنا رخ بدلا۔ سوئی دوبارہ ہلی اور پھر اسی سمت ٹھہر گئی۔ اس نے کمپاس ایک بار اور گھمایا۔ نتیجہ وہی تھا۔

”میں اسے جس طرف بھی گھماؤں، یہ ہر بار اسی سمت اشارہ کرتا ہے۔“

لیکن سوئی شمال کی طرف اشارہ نہیں کر رہی تھی۔ ریان نے کمپاس بند کر دیا۔ وہ ایک ایسے شخص کو جانتا تھا جسے شاید اس عجیب چیز کے بارے میں کچھ معلوم ہو۔

وہ سامی کو ڈھونڈنے نکلا۔ پھر دونوں مسٹر ہالڈن کے جنرل اسٹور پہنچے۔ مسٹر ہالڈن نے کمپاس کو بہت غور سے دیکھا۔



ریان نے بتایا کہ کمپاس اسے اپنے ابو کے سامان میں ملا تھا اور اس کی سوئی شمال کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔ مسٹر ہالڈن نے اسے ہاتھ میں گھمایا۔ سوئی ہلی اور پھر اسی سمت رک گئی۔

”میں نے اس طرح کا کمپاس پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“

ریان نے ان کی طرف دیکھا۔ ”کیا میرے ابو کو اس کے بارے میں کچھ معلوم تھا؟“

مسٹر ہالڈن کچھ سوچنے لگے۔ ”تمہارے ابو کو پرانے راستے اور بھولی بسری جگہیں ڈھونڈنا پسند تھا۔ کوئی راز سامنے آتا تو وہ اس کی حقیقت جاننا چاہتے تھے۔“

انہوں نے سوئی کا رخ دیکھا۔ ”یہ شہر کے پرانے حصے کی طرف اشارہ کر رہا ہے، ٹاؤن آرکائیو کے قریب۔“

سامی نے ریان کو دیکھا۔ ”ٹاؤن آرکائیو؟ یعنی یہ ہمیں پرانے ریکارڈ کی طرف لے جا رہا ہے؟“

”شاید،“ ریان نے کہا۔ ”لیکن تلاش شروع کرنے کے لیے اتنا کافی ہے۔“

مسٹر ہالڈن نے کمپاس واپس دے دیا۔ ”سنبھل کر جانا، ریان۔ نئی چیزوں کے بارے میں جاننا اچھی بات ہے، مگر جس چیز کو سمجھتے نہ ہو، اس کے معاملے میں جلدبازی مت کرنا۔“

ریان کو صبح کی نصیحت یاد آ گئی۔ ”ہم احتیاط کریں گے۔“

ٹاؤن آرکائیو کے بھاری دروازوں کے پیچھے شہر کا شور دھیرے دھیرے مدھم پڑ گیا۔ اندر الماریوں کی لمبی قطاریں تھیں، جن میں کتابیں، پرانے کاغذات اور ریکارڈ رکھے تھے۔ میز کے پیچھے میرا بیٹھی تھی۔ وہ سولہ سال کی تھی اور آرکائیو کے ریکارڈ سے اچھی طرح واقف تھی۔

ریان اور سامی اس کے پاس گئے۔ ”ہمیں ایک عجیب چیز کے بارے میں تمہاری مدد چاہیے۔“

میرا کی نظر کمپاس پر پڑی۔



”یہ نشان... لگتا ہے، میں نے پہلے کہیں دیکھا ہے۔“

اس نے کمپاس کو غور سے دیکھا، پھر الماریوں کے درمیان چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک پرانی کتاب لے کر لوٹی۔ تینوں میز کے گرد جمع ہو گئے۔ میرا نے کتاب کھولی۔ اس میں بھی وہی نشان بنا تھا جو کمپاس پر تھا۔ نشان کے کئی حصے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔



”تو اس نشان کا کوئی مطلب ضرور ہے،“ ریان نے کہا۔

سامی نے پوچھا، ”کیا یہ اتنا اہم تھا کہ کسی نے اسے چھپانے کی کوشش کی؟“

میرا نے کتاب میں درج ادھوری بات پڑھی۔ ”حقیقت جاننے کے لیے ہمیں آرکائیو کے پرانے ریکارڈ دیکھنے ہوں گے۔“

تینوں آرکائیو کے اندرونی، پرانے حصے میں چلے گئے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے، چیزیں زیادہ پرانی دکھائی دیتیں۔

ریکارڈ کی فہرستوں والی کچھ کتابیں بند پڑی تھیں اور کچھ ریکارڈ خراب ہو چکے تھے۔ جہاں پوری تفصیل ہونی چاہیے تھی، وہاں معلومات ادھوری تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے جان بوجھ کر کچھ باتیں درج نہ کی ہوں۔

میرا کو ایک اور ریکارڈ ملا۔ اس پر بھی کمپاس والا نشان تھا، مگر ریکارڈ کے کچھ حصے غائب تھے۔ پہلے لگا کہ شاید وقت کے ساتھ خراب ہو گئے ہوں۔ پھر میرا نے غور کیا: ہر جگہ ایک ہی طرح کے حصے غائب تھے۔



”ہر ریکارڈ سے ایک جیسے حصے غائب ہیں۔“

ریان نے صفحے دیکھے۔ ”کیا کسی نے یہ حصے نکال دیے ہیں؟“

”ایسا ہی لگتا ہے۔“

اب واضح تھا کہ یہ صرف پرانے ہونے کا نتیجہ نہیں تھا۔ کسی نے جان بوجھ کر ریکارڈ میں تبدیلی کی تھی۔

میرا کو ایک جگہ عمارت کے پرانے ریکارڈ کا حوالہ ملا۔ اس نے آرکائیو کے کمروں کا پرانا نقشہ نئے نقشے کے ساتھ رکھ کر دیکھا۔

پرانے نقشے میں ایک حصہ موجود تھا جو نئے نقشے سے غائب تھا۔ اس حصے کو بند کر دیا گیا تھا۔ ریان نے کمپاس نقشے کے پاس رکھا۔ وہ زیادہ زور سے ہلنے لگا۔ سوئی اسی غائب حصے کی سمت اشارہ کر رہی تھی۔



”تو آرکائیو کا ایک حصہ چھپا دیا گیا ہے؟“

میرا نے نقشے کو دیکھا۔ ”اسے ختم نہیں کیا گیا، صرف چھپایا گیا ہے۔“

تینوں پرانے نقشے کی مدد سے آرکائیو کے مشرقی حصے میں پہنچے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھے، خاموشی گہری ہوتی گئی۔ نقشے کے مطابق پتھر کی ایک دیوار کے پیچھے کمرہ تھا، مگر وہاں کوئی دروازہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ کمپاس پہلے سے زیادہ کانپنے لگا۔

میرا نے دیوار کے پتھروں کا جائزہ لیا۔ سامی کو کچھ عجیب نشان دکھائی دیے اور ریان کو پتھروں کے درمیان ایک باریک درز نظر آئی۔ پھر میرا کو ایک کنڈی ملی۔

”یہ عام دیوار جیسی دکھائی دیتی ہے، مگر اس کا ایک حصہ کھل سکتا ہے۔“



ریان نے دیوار کھولنے والا حصہ دبایا۔ کھٹ کی آواز آئی۔ پتھر آپس میں رگڑ کھانے لگے اور دھول نیچے گرنے لگی۔ پھر دیوار کا ایک حصہ آہستہ آہستہ ایک طرف سرک گیا۔

اس کے پیچھے اندھیرا تھا۔ وہاں ایک تنگ راستہ تھا جو آرکائیو سے باہر کی طرف جاتا تھا۔



اس راستے کی بناوٹ مختلف تھی اور وہ زیادہ پرانا بھی لگتا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ اسے کسی خاص مقصد کے لیے بنایا گیا تھا۔ کمپاس کی سوئی سیدھی اسی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

تینوں اندر داخل ہو گئے۔ راستہ آرکائیو کے نیچے اتر رہا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے ہوا ٹھنڈی ہوتی گئی اور خاموشی مزید گہری ہو گئی۔

میرا نے پتھر پر ہاتھ پھیرا۔ ”یہ راستہ آرکائیو کی عمارت سے بھی پرانا ہے۔“



کمپاس پہلے سے زیادہ کانپنے لگا۔ ریان نے کہا، ”ہم قریب پہنچ گئے ہیں۔“

راستہ ایک بہت بڑے گول کمرے میں جا کر کھلا۔ کمرے کے بیچ فرش پر ایک نقش بنا ہوا تھا اور اس کے گرد سات خالی جگہیں تھیں۔

سامی نے انہیں دیکھا۔ ”سات خالی جگہیں... مگر کس چیز کے لیے؟“

میرا نے پتھر پر بنے نشانوں کا جائزہ لیا۔ ہر جگہ کو سوچ سمجھ کر کسی خاص مقصد کے لیے بنایا گیا تھا۔



کمپاس کانپ رہا تھا، مگر وہ ان خالی جگہوں میں ٹھیک سے نہیں بیٹھتا تھا۔ اس کی سوئی کمرے کے دوسرے حصے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

میرا کو دیوار کا ایک حصہ مختلف لگا۔ اس کے پتھر باقی دیوار جیسے نہیں تھے۔ سامی نے قریب جا کر اسے جانچا۔ ”یہ کھوکھلا لگ رہا ہے۔“

پتھروں کے درمیان ایک باریک درز دکھائی دی۔ تینوں نے مل کر پتھر کو دھکا دیا تو وہ سرک گیا۔ اس کے پیچھے دیوار کے اندر ایک چھوٹا سا خانہ تھا، جس میں کپڑے میں لپٹی ایک پرانی چیز رکھی تھی۔



میرا نے اسے احتیاط سے باہر نکالا۔ کپڑا بہت پرانا تھا، مگر اس کے اندر رکھی چیز اچھی طرح محفوظ تھی۔ انہوں نے کپڑا ہٹایا تو پتھر کی ایک تختی سامنے آئی۔

تختی کے سات حصے آپس میں جڑے ہوئے تھے، مگر اس کا درمیانی حصہ خالی تھا، بالکل اس گول کمرے کی طرح۔ کمپاس پھر ہلنے لگا۔ میرا نے خالی حصے کے کناروں کو دیکھا۔

”یہ حصہ پرانا ہونے کی وجہ سے نہیں ٹوٹا۔ اس کے کنارے بالکل صاف ہیں۔“

سامی سمجھ گیا۔ ”یعنی کسی نے اسے نکالا ہے؟“

درمیانی حصہ واقعی جان بوجھ کر نکالا گیا تھا۔



اب یہ محض کسی پرانی چیز کی دریافت نہیں تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ کسی نے کچھ مٹانے کی کوشش کی تھی۔

تینوں ریکارڈ کے پاس واپس آئے اور مزید غور سے چھان بین کرنے لگے۔ اگر کسی نے تختی کو بدلا تھا تو ممکن تھا کہ اس کے بارے میں لکھے ریکارڈ بھی بدل دیے گئے ہوں۔

میرا کو تختی کے بارے میں ایک پرانا ریکارڈ ملا، مگر بعد کی تحریروں میں کچھ اور لکھا تھا۔ کسی نے بہت پہلے ریکارڈ میں تبدیلی کر دی تھی۔

ریان نے کہا، ”یہ سب وقت گزرنے سے خراب نہیں ہوا تھا۔“

”نہیں،“ میرا نے جواب دیا۔

سامی نے ثبوت دیکھے۔ ”کسی نے یہ سب سوچ سمجھ کر کیا تھا۔“

میرا کی نظر ریکارڈ کی ایک پرانی کتاب کی جلد پر پڑی۔ ”اس کی جلد دوسری کتابوں سے زیادہ موٹی ہے۔“

اس نے کتاب کی پشت کو غور سے دیکھا۔ جلد کے اندر ایک چھوٹی سی خالی جگہ تھی، جہاں کاغذ کا ایک تہہ کیا ہوا ٹکڑا چھپا تھا۔ ریان نے اسے احتیاط سے کھولا۔ کاغذ کا زیادہ تر حصہ غائب تھا، مگر کچھ الفاظ اب بھی پڑھے جا سکتے تھے۔

”آرکائیو ریکارڈ نمبر ۷۹۔ سیکشن... حوالہ ۴۔“

اس ٹکڑے میں پورا جواب نہیں تھا، مگر یہ ایک ایسا سراغ تھا جو انہیں جواب تک پہنچا سکتا تھا۔



میرا نے آرکائیو کی فہرست میں تلاش شروع کی۔ کاغذ پر درج اشاروں سے انہیں یکے بعد دیگرے تین ریکارڈ نمبروں کا سراغ ملا: پہلے AR-315، پھر AR-316 اور آخر میں AR-317۔

”AR-317؟“ سامی نے کہا۔

میرا نے وہ رجسٹر دیکھا جس میں دوسری جگہ بھیجے گئے ریکارڈ کی فہرست تھی۔ AR-317 غائب نہیں ہوا تھا؛ اسے دوسری جگہ منتقل کیا گیا تھا۔

”میونسپل ریکارڈز اسٹور ہاؤس۔“

کمپاس ہلنے لگا۔ ریان نے اسے مضبوطی سے پکڑا۔ ”پھر ہم وہیں جائیں گے۔“

جب تینوں میونسپل ریکارڈز اسٹور ہاؤس پہنچے تو سورج ڈھلنے لگا تھا۔ دروازے پر موجود آدمی نے انہیں روک لیا۔ اس کا لہجہ سخت تھا۔

”تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟ کیا چاہیے؟“

میرا نے بتایا کہ اسے ٹاؤن آرکائیو سے یہاں منتقل کیے گئے ریکارڈ دیکھنے ہیں۔ اس نے آرکائیو کا اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ آدمی نے اسے غور سے دیکھا۔

”بغیر اجازت کوئی اندر نہیں جا سکتا۔ ہر کسی کو یہ ریکارڈ دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔“

”میں سمجھتی ہوں۔ میں ٹاؤن آرکائیو میں کام کرتی ہوں۔ یہ کارڈ میری اجازت کا ثبوت ہے۔“

آدمی نے شناختی کارڈ جانچ کر اسے واپس کر دیا۔ ”ٹھیک ہے، اندر جا سکتے ہو۔ ریکارڈ کا خیال رکھنا۔“



اندر الماریوں کی لمبی قطاریں اندھیرے میں دور تک چلی گئی تھیں۔ کمپاس کا کھنچاؤ بڑھ گیا۔ وہ ریکارڈ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ پہلے AR-315 ملا، پھر AR-316۔ اچانک میرا رک گئی۔

”وہ رہا۔ AR-317۔“

اس نے فائل الماری سے نکالی۔ وہ باقی فائلوں سے زیادہ پرانی لگ رہی تھی۔ ریان نے اسے دیکھا۔ ”یہ کسی دفتر کی عام رپورٹ نہیں ہے۔“

میرا نے فائل کھولی۔ ”یہ سفر کے دوران کیے گئے جائزے کا ریکارڈ ہے۔“

اس میں باریک تفصیل کے ساتھ خاکے بنے تھے اور ضروری باتیں درج تھیں۔ ایک پرانا راستہ بھی دکھایا گیا تھا جو شہر سے نکل کر پہاڑوں کے پار جاتا تھا۔ صفحے پر ایک نام لکھا تھا: ناردرن پاس۔

کمپاس بہت زور سے ہلنے لگا۔ ریان نقشہ دیکھتا رہا۔ ”تو ہمیں اگلا جواب پہاڑوں میں ملے گا۔“

میرا نے نقشے پر بنے راستے پر انگلی پھیری۔ ”یہ راستہ پہاڑوں میں ناردرن پاس سے گزرتا ہے۔“



سامی نے دونوں کو دیکھا۔ ”شہر سے باہر... اب اصل سفر شروع ہوگا۔“

ان ریکارڈ سے پورا راز تو نہیں کھلا، مگر اب انہیں معلوم تھا کہ آگے کہاں جانا ہے۔ تینوں نے AR-317 کے کاغذات میز پر پھیلائے۔ انہوں نے پرانے سروے کا نقشہ شہر کے نئے سرکاری نقشے کے ساتھ رکھ کر دیکھا۔ میرا کی بھنویں سکڑ گئیں۔

”یہاں دیکھو۔ پرانے نقشے میں یہ راستہ شہر سے نکل کر ناردرن پاس سے بھی آگے جاتا ہے۔“

ریان نے نیا نقشہ دیکھا۔ راستہ غائب تھا۔ سامی بھی قریب آ گیا۔ ”اسے مٹا دیا گیا ہے۔“

راستے کا نشان نہ دھندلا پڑا تھا اور نہ نقشہ خراب ہوا تھا۔ اسے مٹایا گیا تھا۔ انہوں نے ایک اور سرکاری نقشہ دیکھا۔ اس میں بھی وہی بات تھی۔ شہر سے باہر جانے والا راستہ، حتیٰ کہ ناردرن پاس تک پہنچنے کا راستہ بھی، کہیں درج نہیں تھا۔

سامی نے کہا، ”تو انہوں نے صرف ریکارڈ نہیں چھپائے۔“

میرا کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔ ”انہوں نے اس راستے کا نام و نشان سرکاری ریکارڈ سے مٹا دیا ہے۔“

ریان نے کمپاس نقشوں کے پاس رکھا۔ اس کے اندر کے پرزے کانپنے لگے۔ سوئی گھومی اور اسی بھلا دیے گئے راستے کی سمت رک گئی۔



اب معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے ابو جس راستے کا سراغ لگا رہے تھے، وہ شہر سے باہر تک جاتا تھا۔ ریان نے دور پہاڑوں کی طرف دیکھا۔

”اگر میرے ابو اس راستے پر گئے تھے، تو مجھے معلوم کرنا ہوگا کہ یہ کہاں جاتا ہے۔“

تینوں شہر واپس آئے اور سفر کی تیاری کرنے لگے۔ انہوں نے شمال کی طرف جانے والے راستے کے نقشے، مضبوط رسی، تیل کی لالٹین، خشک کھانا، کمبل، پانی اور ضرورت کا دوسرا سامان جمع کیا۔

فی الحال کمپاس انہیں جتنا بتا سکتا تھا، بتا چکا تھا۔ اب انہیں راستہ معلوم تھا۔ صبح ہوتے ہی وہ اس پر روانہ ہونے والے تھے۔

سامی نے سامان دیکھا۔ ”آج صبح میں سڑک سے سیب اٹھا رہا تھا، اور اب ہم اس راستے سے پہاڑوں میں جانے کی تیاری کر رہے ہیں جسے نقشے سے مٹا دیا گیا ہے۔“

میرا نے نقشہ تہہ کیا۔ ”تمہارے لیے ہمارے ساتھ آنا ضروری نہیں۔“

سامی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ”تمہیں لگتا ہے، میں تم دونوں کو اپنے بغیر یہ راز کھوجنے دوں گا؟“

ریان مسکرا دیا۔



اب معاملہ صرف ایک عجیب کمپاس کا نہیں رہا تھا۔ ریان کے ابو، غائب ریکارڈ، بدلی ہوئی تختی، چھپا ہوا راستہ اور نقشوں سے مٹائی گئی سڑک، سب اسی راز سے جڑے لگتے تھے۔

اگلی صبح تینوں شہر کے کنارے کھڑے تھے۔ پیچھے وہ گلیاں تھیں جنہیں وہ بچپن سے جانتے تھے۔ سامنے کھلے میدان اور دور پہاڑ تھے۔

ریان نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا۔ صرف ایک دن پہلے تک یہ شہر بالکل عام لگتا تھا۔ اب وہ جانا پہچانا شہر پیچھے رہ گیا تھا اور سامنے ایک راز تھا جسے انہیں حل کرنا تھا۔

”اگر میرے ابو اس راستے پر گئے تھے، تو مجھے جاننا ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے۔“

سامی نے جواب دیا، ”تو ہم اس راستے پر ساتھ چلیں گے۔“

میرا نے ہاتھ میں پکڑا نقشہ سیدھا کیا۔ ”اور اگر کسی نے یہ راستہ ریکارڈ سے چھپایا تھا، تو شاید تمہیں میری بھی ضرورت پڑے۔“

سامی مسکرایا۔ ”ٹھیک ہے۔ ہم اسی راستے پر چلتے ہیں جسے انہوں نے مٹانے کی کوشش کی۔“

سورج نکلنے سے پہلے تینوں شہر سے روانہ ہو گئے۔



ریان نے کہا، ”اب پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہمیں اسی راستے پر آگے بڑھنا ہے۔“

میرا نے پہاڑوں کی طرف دیکھا۔ ”ہمیں احتیاط کرنی ہوگی۔ نئی جگہوں پر نئے خطرے بھی ہو سکتے ہیں۔“

سامی نے سر ہلا دیا۔ ”جو بھی ہو، ہم ساتھ ہیں۔“

ریان نے ٹوٹا ہوا کمپاس کھولا۔ سوئی پھر اسی سمت رک گئی۔ ”سامنے کے پہاڑ،“ اس نے کہا۔ ”یہ اب بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔“

تینوں چل پڑے۔ شروع میں راستہ خوب صورت اور جانا پہچانا تھا، مگر ہر قدم انہیں ایک انجان دنیا کی طرف لے جا رہا تھا۔

ان کے پیچھے، پرانے پتھروں اور گھنی جھاڑیوں کے درمیان، کوئی انہیں دیکھ رہا تھا۔ ایک خاموش سایہ، بالکل ساکت، جیسے کسی چیز کا منتظر ہو۔

ریان، میرا اور سامی نے اسے نہیں دیکھا۔ وہ چلتے رہے۔ انہیں خبر نہیں تھی کہ کسی اور کو بھی اسی لمحے کا انتظار تھا۔



کچھ راستے بھلا دیے جاتے ہیں، کچھ مٹا دیے جاتے ہیں۔ مگر جب کوئی دوبارہ ان پر چل پڑے تو پرانے راز ہمیشہ چھپے نہیں رہتے۔

باب اوّل ختم ہوا

کہانی اور تصاویر کے بارے میں

مصنف اور تخلیق کار: عتیق الرحمن

ناشر: AAN Tales Works

تصاویر مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کی گئی ہیں۔ انہیں بناتے وقت کرداروں کے منظور شدہ حوالہ جاتی خاکوں اور کہانی کے لیے طے شدہ ہدایات کی پیروی کی گئی ہے۔